AL DALILI

Bi-Annual, Multilingual (Arabic, Balochi, Birahvi, English, Pashto, Persian,Urdu)

ISSN: 2788-4627 (Print), ISSN: 2788-4635 (online)

Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**

Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.

Website: www.aldalili.com

Approved by Higher Education Commission Pakistan

Indexing: » IRI (AIOU), Tahqeeqat, Euro pub, MIAR.

TOPIC

براہوی زبان کی تفسیر کشف القرآن کا تعارف و خصوصیات

Introduction and Characteristics of Brahvi Tafseer Kashf-ul-Qura'an

AUTHOR

Dr. Syed Bacha Agha, Assistant Professor, H.O.D, Islamic Studies, Govt: Postgraduate College, Saryab road, Quetta, Pakistan

Email: agha211179@gmail.com

How to Cite: Dr. Syed Bacha Agha. 2021. "URDU: براہوی زبان کی تفسیر کشف القرآن کا تعارف و خصوصیات: Introduction and Characteristics of Brahvi Tafseer Kashf-Ul-Qura'an". *Al-Dalili* 3 (2). https://aldalili.com/index.php/dalili/article/view/61.

URL: https://aldalili.com/index.php/dalili/article/view/61

Vol. 3, No.2 || January–June 2022 || URDU-Page. 01-08

Published online: 01-01-2022

QR. Code

براہوی زبان کی تفسیر کشف القرآن کا تعارف و خصوصیات

Introduction and Characteristics of Brahvi Tafseer Kashf-ul-Qura'an

Syed Bacha Agha

ABSTRACT:

Translation is a Branch of Linguistics which introduces languages to each other and stabilizes the foundations of languages. The correct way of translation has great importance. In such an era, while scholars around the world are confused in the discussion that whether it is permissible to translate the Quraan in any other language or not? If it is different from people's language, then it is very important that such a science should be translated into the language of the common people. The knowledge of science and education is not possible for people until they are translated into their language. In this regard, the first Tafseer / Translation in the "Brahvi" language spoken in "Mainland Baluchistan" came to the spot. Tafseer Kashf-ul-Quraan, Written by Maulana Muhammad Yaqoob Sharodi, is the First Tafseer / Translation of Quraan in "Brahvi" Language. This Tafseer / Translation of 8 volumes was first published in 1999. The purpose of writing was to write a perfect and comprehensive Tafseer in the "Brahvi" language that has not already been written. It indicating that this service (Writing of Brahvi Tafseer) was not performed by anyone before Kashf-ul-Quran .Basically, Maulana Mohammad Yaqoob Sharodi has adopted the method of Tafseer-Bil-Masoor. He has given a little space in his Tafseer to Qiraat and has been interpreted by Arabic Lughat, Sarf and Nahwa etc .However, in this article, will be discussed about Tafseer Kashf-ul-Quraan, written in the "Brahvi" language in Balochistan. Also, will be discussed about the issues and troubles related to Translation in Brahvi Language.

Keywords: Brahvi Language, Brahvi Tafseer, Kashf-ul-Quraan, Maulana Muhammad Yaqoob Sharodi.

ترجمہ اصلاً لسانیات کا ایک ایسا شعبہ ہے جو زبانوں کو ایک دوسرے سے متعارف کرواتے ہوئے اسالیب، علم اور فن کے نئے دریچوں کو واکرتے ہوئے زبانوں کی بنیادوں کو مستحکم کرتا ہے۔ ترجمہ کو دورِ قدیم سے ہی انسانی تہذیب کے ارتقاء میں بنیادی اہمیت حاصل ہے اورانسانی معاشرے کی ترویج کے ساتھ ساتھ ترجمہ کی حیثیت میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔ ترجمہ نگاری ایک ایسا دریچہ ہے جس سے دوسری قوموں کے احوال ہم پر کھلتے ہیں۔ صحیح طریقے پر ترجمہ نگاری کی بڑی اہمیت ہے۔ ایک ایسے زمانے میں، جبکہ دنیا بھر میں علما اس بحث میں اُلجھے ہوئے ہوں کہ قرآن حکیم کا ترجمہ کسی دوسری زبان میں کرنا جائز بھی ہے یا نہیں؟ اگر لوگوں کی عمومی زبان، علوم وفنون کی زبان سے مختلف ہو تو یہ بہت ضروری ہے کہ ایسے علوم کا عام لوگوں کی زبان میں ترجمہ کیا جائے۔ لوگوں کے لئے علوم وفنون کا صحیح فہم و شعور اس وقت تک ممکن نہیں، جب تک کہ انہی کی زبان میں ان علوم وفنون کا ترجمہ نہ کیا جائے۔ اسی سلسلے میں ''سرزمین بلوچستان'' میں بولی جانے والی زبان ''براہوی[1]'' میں پہلی بار ایک مکمل تفسیر ''کشف القرآن'' منصۂ شہود پر آیا۔

بلوچستان میں ''براہوی'' زبان میں لکھا گیا تفسیر کشف القرآن، مولانا محمد یعقوب شرودیؒ کی مایہ ناز تصنیف ہے, صاحب تفسیر کا اصل

نام محمد یعقوب بن مولانا الحاج فتح محمد اور تخلص شرودی ہے۔ آپ 1930ء میں ضلع چاغی کے ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مولانا الحاج فتح محمد صاحب دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتہ فیاض اور انتہائی پرکشش شخصیت کے مالک تھے۔ آپ مشوانی قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ مشوانی قبیلہ کے لوگ پشتو وبراہوی زبان بولتے ہیں اور اپنے آپ کو سید کہلاتے ہیں۔ بلوچستان میں مشوانی قبیلہ ضلع کوئٹہ کی تحصیل پنجپائی میں آباد ہے۔ وہاں سے بہت سارے خاندان اب کوئٹہ شہر میں بھی منتقل ہوچکے ہیں۔ آپ نے ابتدائی تعلیم بلوچستان میں حاصل کی اور دورہ حدیث کے لئے ازہرہند دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے، سالانہ امتحانات میں پورے دارالعلوم میں پہلی پوزیشن حاصل کی(جو بلوچستان کے لئے ایک اعزاز ہے)[2] فراغت کے بعد کوئٹہ کے معروف دینی وعلمی ادارے جامعہ رشیدیہ کے مہتمم اوراس سے ملحق جامع مسجد کے خطیب رہے تمام دینی علوم پر ان کو عبور حاصل تھا جبکہ دورہ تفسیر قرآن کریم ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے تلمیذ رشید اور شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان کے علمی وروحانی جانشین تھے۔ آپ کا وصال پندرہ رمضان المبارک 1428ھ بمطابق 2007ء کو ہوا۔

حضرت شیخ القرآنؒ صاحب حال بزرگ تھے، حضرت مدنیؒ اور دیگر اکابرین کے فیض کا اثر تھا بطور خاص دعاؤں میں آنسوں بہانے اور الحاح وزاری میں وہ ممتاز تھے، اُن کے ایک پرانے مخالف اور قبائلی معتبر جنہوں نے ربع صدی بعد اپنا ذہن بدل دیا تھا بتایا کہ ہمارے علاقے میں ایک دفعہ وبائی بیماری پھیل گئی تھی، روزانہ لوگ مرتے تھے، نیم ملا قسم کے لوگوں نے عوام کو سکھایا تھا قرآن کریم کا نسخہ چادر میں سادات کے ہاتھوں میں پکڑوادیں، لوگ اس کے نیچے سے ایک ایک کر کے گذرتے جائیں اور خیرات بھی کردیں تو موت سے بچ جائیں گے اور بھی بہت سے رسمیں چل نکلی تھیں۔ حضرت کو اطلاع ہوگئی تو وہاں پہنچے اور لوگوں کو اجتماع عام میں شرعی احکام بتائے، بدعات اور رسموں کی تردید کی، اوراجتماعی دعاکرائی، اُسی دن سے وبائی بیماری لوٹ گئی، نہ صرف لوگوں کی جانیں محفوظ بلکہ عقیدہ بھی درست ہوگیا(یہ تحصیل گردگاپ ضلع مستونگ کا ایک کافی پرانا واقعہ ہے، اُن دنوں حضرتؒ تازہ دیوبند سے فارغ ہو آئے تھے)[3] اس قسم کے لغویات بلوچستان کے اکثر علاقوں اور اقوام میں کثیر تعداد میں پائے جاتے ہیں جن کے خاتمے اور درستگی عقائد کے لئے علماء ہمہ وقت کوشاں رہتے ہیں۔ مفسرؒ نے بھی اسی سلسلے میں براہوی زبان بولنے والوں کے لئے اپنی تفسیر میں کماحقہ کوشش کی ہے۔

تفسیر کشف القرآن ،8 جلدوں پر مشتمل ہے ، براہوئی زبان میں عرصہ نو سال نو دن کے مسلسل اور شب وروز عرق ریزی اور جانفشانی کے بعد کشف القرآن کے نام سے یہ ضخیم تفسیر آٹھ جلدوں میں لکھی جو کہ چھ ہزار صفحات کے لگ بھگ ہے۔[4] یہ تفسیر پہلی بار 1999ء میں شائع ہوئی۔ یہ تفسیر کسی کی ایماء یا فرمائش پر نہیں لکھی گئی بلکہ اس کا مقصد یہ تھا کہ ''براہوی'' زبان میں ایک ایسی کامل اور جامع تفسیر لکھی جائے جو پہلے سے نہ لکھی گئی ہو۔ گویا ''براہوی'' زبان کا دامن کشف القرآن سے قبل تک اس خدمت سے خالی تھا۔

صاحب تفسیر مولانا محمد یعقوب شرودیؒ نے بنیادی طور پر اپنے تفسیر میں تفسیر بالماثور کا منہج اختیار کیا ہے۔ اس تفسیر میں جہاں مؤلف نے قدیم تفسیروں سے جو عربی، فارسی اور پشتو میں تھیں، سے استفادہ کیا ہے، وہاں بہت سارے مقامات پر اپنا نقطہ نظر بھی پیش کیا ہے۔ فی زمانا بہت سارے معلمین تفسیر کشف القرآن کو اپنے مطالعہ میں ضرور رکھتے ہیں۔ ''صاحب کشف القرآن'' نے اپنی تفسیر میں مطلق رطب ویابس کو جمع نہیں کیا ہے بلکہ کھری کھری باتیں چن چن کے محقق مفسرین سے لیے، جہاں جہاں اسرائیلات آئی ہیں ان پر تنبیہ کی ہے۔ کشف القرآن کے مقدمہ میں مفسرین صحابہ کرام اور ائمہ سلفؒ کی تفسیری روایات کے صحیح وسقیم طرق پر مفصل اور دلائل کے ساتھ بحث اور ان کے ضعیف

طرق کی نشاندہی کی ہے۔ آپ نے اپنی تفسیر میں قراءت کو بہت کم جگہ دی ہے اور عربی لغت، صرف اور نحو وغیرہ سے استدلال کرتے ہوئے تفسیر کی ہے۔ کشف القرآن کے تفسیری انداز کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"اس بات کا التزام کیا ہے کہ جو عبارتیں قوسین (بریکٹ) کے دائرے سے باہر ہیں وہ ترجمہ ہیں قرآن کا اور جو قوسین کے درمیان واقع ہیں وہ ترجمے پر اضافہ اور باہر کی چیزیں ہیں۔ یہ نشان خود متن اور غیر متن کے لئے کافی ہے مگر مزید برآن زیادہ احتیاط اور توضیح کے لئے ترجمہ متن کے اوپر ایک لکیر بھی کھینچ دی ہے، جو متن کی علامت ہے۔ ایک تو ترجمہ خالص الفاظ قرآنی کے تحت ہے دوسرا ترجمہ تشریحات وتوضیحات کے ضمن میں ہے بمع سوال وجواب، مقدرات ومحذوفات وجواب اشکالات وارتباط مضمون، اس طرح اس کا فائدہ دوگنا ہو جاتا ہے، یہ ان فوائد مسائل ونکات وجوابات شبہات ونقل روایات وغیرہ کے علاوہ ہیں جن کو بعد میں بیان کرتے ہیں"۔[5]

کشف القرآن کے ترجمہ کے ماخذ کے متعلق لکھتے ہیں کہ: "کشف القرآن کا پہلا تحت اللفظ ترجمہ ہے جو زیادہ تر شاہ رفیع الدین، حضرت شیخ الہند (جو در حقیقت شاہ عبد القادر کا ہے)، اور حضرت تھانوی کے ترجمے سے ماخوذ ہے"۔[6]

تفسیر کے ماخذ کے متعلق لکھتے ہیں: "دوسری تفسیر ہے جو بیان القرآن کے طرز پر بعض تشریحی اجزاء کے پیوند کاری کے ساتھ ہے"[7]

تفسیر میں متفرق باتوں کے متعلق لکھتے ہیں کہ: "تیسرے نمبر پر آیت سے متعلق متفرق باتیں جس میں کبھی فقہی مسائل ہوتے ہیں کبھی علاوہ برآن دیگر علمی، ادبی یا تصوف سے متعلق نکات وفوائد ہوتے ہیں جنکا بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے مگر یہ سب کچھ تفاسیر، احادیث وفقہ کی کتابوں اور علماء سلف سے ماخوذ ہیں اور اکثر مقامات پر تو میں نے ان کا حوالہ بھی دیا ہے بلکہ کبھی تو میں نے صفحہ کی نشاندہی بھی کی ہے"۔[8]

تفسیر میں عبارت کی وضاحت کے متعلق لکھتے ہیں کہ: "اگر کہیں بہت ضروری سمجھا کہ کسی عبارت کی وضاحت ہو، یا لغوی تحقیق ہو، یا کوئی نحوی ترکیب ہو یا بلاغت یا قرآت سے متعلق کوئی بات ہو تو اس کے لئے ہر صفحے کے نیچے ایک خالی جگہ بمنزلہ حاشیہ میں نے چھوڑ دی اس قسم کی باتوں کا حاشیہ میں پاؤگے یہ حاشیہ بھی چونکہ میرا ہے اگرچہ منقول ہو، اول میں یا آخر میں کہیں منہ کا نشان لگا ہوا نظر آئے گا"۔[9]

تفسیر کشف القرآن کل آٹھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے جن کی اجمالی تفصیل حسب ذیل ہے:

جلد اول:	یہ جلد سورۃ الفاتحہ سے لے کر سورۃ البقرۃ کے آخر تک
جلد دوم:	یہ جلد سورہ آل عمران سے شروع ہو کر سورۃ المائدۃ کے آخر تک
جلد سوم:	یہ جلد سورۃ الانعام سے شروع ہو کر سورۃ التوبہ کے آخر تک
جلد چہارم:	یہ جلد سورۃ الیونس سے شروع ہو کر سورۃ الکہف کے آخر تک
جلد پنجم:	یہ جلد سورۃ المریم سے شروع ہو کر سورۃ النمل کے آخر تک
جلد ششم:	یہ جلد سورۃ القصص سے شروع ہو کر سورۃ الزمر کے آخر تک
جلد ہفتم:	یہ جلد سورۃ المومن سے شروع ہو کر سورۃ المجادلہ کے آخر تک
جلد ہشتم:	یہ جلد سورۃ الحشر سے شروع ہو کر قرآن پاک کی آخری سورت کے آخر تک

کشف القرآن کے مولفؒ مقدمے کے اندر اس بات پر برملا معترف نظر آتے ہیں کہ میں عربی، فارسی اور دیگر زبانوں کے مفسرین

سے نقل کرنے والوں میں سے ہوں، اردو کی کہاوت ہے کہ نقل کے لئے بھی عقل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہ عقل اللہ تعالیٰ نے صاحب کشف القرآن کو بڑی فیاضی سے عطا کی تھی، تمام عقلی و نقلی علوم سے بہرہ ور تھے مگر قران کریم اور اس کی تفسیر کے ساتھ ایک خاص شغف رکھتے تھے۔ شیخ القرآن شیخ الحدیث بھی تھے، مگر پہلی نسبت غالب رہی اور وہ صاحب "کشف القرآن" بنے ورگرنہ حدیث کی کوئی شرح بھی لکھ سکتے تھے۔ "کشف القرآن" کے مقدمے میں انہوں نے طرز تحریر کے بارے میں کافی کچھ نشاندہی کی ہے، جن میں یہ بھی ہے کہ تحت اللفظ ترجمے کے لئے کن تراجم کا یا تفاسیر سے مدد لی گئی ہے۔

کشف القرآن کے خصوصیات:

صاحب تفسیر مولانا محمد یعقوب شرودیؒ نے اپنے تفسیر کو براہوی و دیگر اقوام کے عادات و نفسیات کے مطابق لکھا ہے۔ تفسیر میں ان عادات و اطوار پر خصوصی بحث کی ہے جو براہوی، بلوچ اور پشتون اقوام میں رائج ہیں۔ اس میں اچھے رسوم، عادات و اطوار بھی ہیں جبکہ بدعات وغیرہ بھی شامل ہیں۔ لہذا ان کا تفسیر مندرجہ ذیل نکات کے اعتبار سے خصوصیت کا حامل ہے۔

(1) جیسا کہ صاحب تفسیر کے شیخ یا شیخ الشیخ کا مزاج ہے کہ قرآن کریم کے بنیادی موضوع توحید پر قرآن کریم کی آیات سے دلائل عقلی و نقلی کی نشاندہی اور احادیث مبار کہ بطور خاص رئیس المفسرین حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اقوال اور طرز تفسیر سے رہبری اور اس کے بالمقابل شرک کے تمام اقسام کی مضبوط و مدلل تردید کی ہے۔

(2) اتباع سنت کی اہمیت کو نہایت واضح اور مفصل طور پر بیان کیا ہے۔ بدعات کا رد، علاقائی رسم و رواج پر تنقید کی ہے۔ پُڑس، سرگشت، بجار (براہوی بلوچوں کی فوتگی اور شادی و بیاہ کے رسوم) اور دیگر رسموں پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔

پُڑس:

یہ براہوی بلوچ اقوام کے فوتگی کے مراسم میں سے ہے۔ جب کسی گھرانے میں کوئی فوتگی ہوئی ہو تو مردہ کے رشتہ دار، ہمسائے، بہی خواہ وغیرہ کفن دفن اور فاتحہ کے دوران مردہ کے سربراہ کو نقد رقم دیتے ہیں، اس کے علاوہ اجناس، کھانے پینے کے اشیاء یا بھیڑ بکری بیل وغیرہ حسب استطاعت مردہ کے گھر میں دیتے ہیں تاکہ مردہ کے گھر آنے والے فاتحہ خوان وغیرہ کے لئے خیرات وغیرہ کر سکیں۔ یہ رسم ایک لحاظ سے بہت اہمیت کا حامل ہے، وہ اس لئے کہ بلوچستان چونکہ اکثر غیر آباد اور دشت و بیابان پر مشتمل صوبہ ہے، اکثر بلوچ پشتون اقوام انہی دشت و بیابانوں میں رہائش پزیر ہیں جہاں شہری آبادی یا ہوٹلوں وغیرہ کا کوئی انتظام نہیں۔ لہذا جب فاتحہ وغیرہ کے لئے لوگ دور دراز علاقوں میں جاتے ہیں تو لازماً کھانے پینے اور رہنے کی ضرورت پیش آتی ہے جسے مردہ کے گھر سے ہی پورا کرنا پڑتا ہے لہذا پُڑس جیسے امداد سے اہل خانہ آنے والے فاتحہ خوانوں کی خدمت سرانجام دیتے ہیں ورگرنہ مردے کے گھر سے تو تین دن تک کھانا فقہاء نے ناجائز قرار دیا ہے، جیسا کہ فرماتے ہیں:

ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثانی والثالث ۔[10]

اسی طرح عالمگیری میں درج ہے کہ: ویکرہ اتخاذ الطعام ثلثۃ ایام واکلھا لانھا مشروعۃ للسرور وایضاً قال ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثانی والثالث الخ۔[11]

لہذا اس نقطے کو مد نظر رکھتے ہوئے پُڑس جیسے رسم کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔ لیکن یہاں ایک خرابی یہ پائی جاتی ہے کہ پُڑس میں

دیا گیا رقم، اجناس وغیرہ لکھا جاتا ہے۔ یہ اس لئے کہ اگر کبھی پُڑس دینے والے کے گھر میں کوئی فوتگی ہوئی تو یہ صاحب اسی مقدار سے یا اس سے زیادہ بطور پُڑس دیں گے۔ یہ ایک قسم کا بدل لازم ہوا جو کسی صورت مناسب نہیں۔

سرگشت:

یہ شادی بیاہ کا رسم ہے۔ نکاح خوانی یا بارات جانے سے قبل دولھے کے گھر میں دولھا اپنے گھر کے بڑے کے ساتھ تخت پر بیٹھ جاتے ہیں اور آنے والے مہمان عزیز واقارب وغیرہ نقدی کی صورت میں سرگشت دیتے ہیں۔ رقم دینے کے بعد وہ رقم لکھا جاتا ہے اور اس کا اعلان بھی کیا جاتا ہے کہ فلاں نے اتنا سرگشت دیا۔ یہ لکھائی وغیرہ اس لئے کی جاتی ہے کہ اگر کبھی سرگشت دینے والے کے گھر میں شادی ہو تو یہ صاحب اسی مقدار سے یا اس سے زیادہ بطور سرگشت دیں گے۔ یہ بھی ایک قسم کا بدل لازم ہوا جو مناسب نہیں۔

بجار:

یہ بھی شادی بیاہ کا ایک رسم ہے۔ جب کوئی شخص غریب ہو اور شادی وغیرہ کے اخراجات پورے نہ کر سکتا ہو تو اس رسم کے تحت شادی سے قبل شادی والے گھر کا سربراہ اپنے خاص صاحب استطاعت رشتہ داروں اور دوستوں کے پاس جاتے ہیں اور انہیں اپنے خانگی حالات اور آنے والے شادی کے پروگرام وتاریخ کے متعلق بتاتے ہیں، تو ان کے دوست واحباب از خود ان کے ساتھ مختلف طریقوں سے تعاون کرتے ہیں جن میں نقد رقم، اجناس، مال مویشی وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ یہی رسم پشتونوں کے بعض قبائل میں بھی پایا جاتا ہے جسے "کُتُنی" کہا جاتا ہے۔ اس رسم یا تعاون سے شادی والے گھرانے کے ساتھ شادی بیاہ کے اخراجات میں اچھا خاصا تعاون حاصل ہو جاتا ہے۔

مذکورہ بالا رسوم ورواج کو اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو انتہائی اہمیت کے حامل اور غرباء کے ساتھ بہترین تعاون کے زمرے میں آتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ [12]

ترجمہ: نیکی اور تقوی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کیا کرو، اور گناہ اور ظلم کے کاموں میں ایک دوسرے کا مدد نہ کیا کرو۔

لہذا یہ تعاون کا بہترین طریقہ ہے بشرطیکہ اس میں ادل بدل والا معاملہ نہ ہو۔ اور اس میں صرف رضائے الہی شامل ہو۔ صاحب تفسیر نے کشف القرآن میں ایسے مقامات پر قومی رسوم کے منفی پہلوؤں پر خصوصی رد کیا ہے۔

اسی طرح حیلہ رسم جو بلوچوں اور پشتونوں میں رائج ہے اس پر بھی تفصیلی بحث کی ہے۔ آج سے کوئی تیس پینتیس برس قبل کوئٹہ میں حیلہ پر ایک مناظرہ (سریاب کوئٹہ) میں ہوا، حضرت شیخ نے اس میں ثالث کا کردار ادا کیا ہے، اور وہ فریقین کو حیلہَ اسقاط کے شرائط جواز پر متفق کرنے میں کامیاب رہے، فریقین نے دستخط کئے ہیں وہ تحریر اب بھی موجود ہے، اور مثبتین حیلہ بھی اس کے قائل ہیں کہ جب یہ شرط نہ ہوں تو حیلہ نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح بلوچستان میں مولوی صاحبان مردوں کو قرآن بخشوانے کے لئے گھروں میں جاتے ہیں اور اس پر نقدی یا کھانے کی صورت میں اُجرت لیتے ہیں "صاحب کشف القرآن" نے بڑی سختی سے اس کی تردید کی ہے اور "نخبتہ البیان" نامی تفسیر پر جرح کی ہے اور اس کی دلائل کو بے وزن اور بے بنیاد بتایا ہے۔ [13]

(3) اسرائیلیات کے بارے میں جابجا وضاحتیں کی ہیں، بطور خاص جہاں انبیاء کی توہین کا پہلو نکلتا ہے اس پر گرفت کی ہے اور اس کی دلائل قائم کئے ہیں کہ یہ بے بنیاد باتیں اور پیغمبروں پر بے جا تہمتیں ہیں، اور مفسرین میں سے ارباب تحقیق کے حوالے تفصیل سے نقل کئے ہیں۔

(4) حضرت مؤلفؒ کو طریقت و تصوّف میں اپنے شیخ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے نسبت تھی، دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد چند برسوں تک اوراد، وظائف میں مصروف رہتے۔ تاہم علمی، تبلیغی مشاغل کی کثرت سے وہ اوراد رفتہ رفتہ چھوٹ گئے اُن کی جگہ تلاوت قرآن نے لی، آخر عمر میں تمام مصروفیات اور جسمانی عوارض کے باوجود ''ہر عشرے'' ایک ختم کا معمول تھا۔[14]

صاحب تفسیرؒ نے معاشرے میں پائے جانے والے مفسدات کے حل کے لئے عقلی دلائل سے عوام کو قائل کرنے کی کوشش کی ہیں، تاکہ براہوی، بلوچ اور پشتون اقوام کے سادہ وناخواندہ افراد مثالوں و عقلی دلائل سے سمجھ سکیں۔ چنانچہ مفسرؒ اپنے تفسیر میں براہوی عوام کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ''تمام عقلاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ضرورت مندوں کی اعانت وامداد عین مروت اور کمال انسانیت ہے۔ غریب اور تنگدست کی مجبوری کو تحصیل زر وحصول منفعت کا ذریعہ بنانا یہ غلط فائدہ اُٹھانا اور کمینگی ہے، اس سے سوائے بخیل اور خودغرض کے کسی کو اختلاف نہیں۔ سود خور بغیر کسی عوض کے اپنے روپے سے نفع حاصل کرنا چاہتا ہے، جبکہ اصل سرمایہ اس کے پاس پورے کا پورا پہنچ جاتا ہے تو اضافی رقم کس چیز کا عوض ہے، اگر کوئی کہہ دے کہ یہ اسی مہلت اور تاخیر کا عوض ہے جو قرض دار کو ملی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وقت اور زمانہ اور مدت تو مال نہیں کہ اس کے عوض میں پیسہ لیا جائے۔ سود انسان کو بے رحم بناتا ہے، دھوکہ اور فریب کے عجیب عجیب طریقے سکھاتا ہے، یہاں تک کہ اُسے انسانیت کے دائرے سے نکال دیتا ہے۔ سودخوری سے صلہ رحمی، انسانی ہمدردی اور مروت کا دروازہ بند ہوجاتا ہے، انسانی ہمدردی سود خور میں نہیں ہوتی اگر کوئی لب گور ہو صدقہ وخیرات تو بجائے خود قرض حسنہ تک اُسے دینے کو تیار نہیں ہوتا۔ سودی کاروبار حکمت کے خلاف ہے، امام غزالی نے اس پر تفصیلی بحث کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ روپیہ باقی اجناس کی طرح کوئی مقصودی شئی نہیں، نہ اس سے پیٹ کو بھرا جاسکتا ہے، نہ اس سے پیاس کو بجا جاسکتا ہے، نہ اس سے بدن کو ڈھانپا جاسکتا ہے، یہ محض ایک آلہ ہے جیسا کہ ہم نے آپ سے پہلے عرض کردیا اور ضروریات زندگی کے حصول کا ایک ذریعہ ہے، تو روپیہ کی تجارت روپیہ سے یعنی سونے چاندی کا کاروبار بمقابلہ سونے چاندی کے اور اس پر منافع لینا یہ اصل وضع کے خلاف ہے۔ تجارت کا دارومدار باہمی رضامندی پر ہے لقولہ تعالیٰ ''إِلَّآ أَن تَكُونَ تِجَٰرَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ''[15] اس رضامندی کی تکمیل کے لئے شریعت نے خرید وفروخت میں بھی خیار عیب، خیار شرط اور خیار رویت کو رکھ دیا ہے، تجارت میں مثلاً کوئی گندم خریدتا ہے کھانے کے لئے یا تخم ریزی کے لئے روپیہ خرچ کرتا ہے یہ سب چیزیں بائع اور مشتری کے باہمی رضامندی اور رغبت اور شوق سے طے پاتی ہیں، اس کے برخلاف سود کا معاملہ صرف مجبوری اور ناگواری کے ساتھ ہوتا ہے وہ جب سو روپیہ لیتا ہے اور ایک سو دس دیتا ہے یہ کام وہ ہرگز برضا اور غبت نہیں کرتا بلکہ محض مجبوری ولاچاری کی وجہ سے بصد تلخی وناگواری ہی قبول کرلیتا ہے''۔[16]

مختصراً یہ کہ مفسرؒ نے تفسیر میں اس طرح کے سینکڑوں مسائل ذکر کئے ہیں تاکہ معاشرے سے رسوم قبیحہ کا خاتمہ ممکن ہوسکے۔

نتائج:

1: ترجمہ نگاری سے دوسری قوموں کے احوال ہم پر کھلتے ہیں۔ لوگوں کے لئے علوم وفنون کا صحیح فہم وشعور اس وقت تک ممکن نہیں، جب تک کہ انہی کی زبان میں ان علوم وفنون کا ترجمہ نہ کیا جائے۔

2: بلوچستان میں بولی جانے والی زبان "براہوی" میں پہلی بار ایک مکمل تفسیر "کشف القرآن" کے نام سے منصۂ شہود پر آیا، جس کی وجہ سے "براہوی" اقوام کو قرآن کریم کے سمجھنے میں بڑی آسانی میسر ہوئی ہے۔

3: بلوچستان کے اکثر علاقوں اور اقوام میں کثیر تعداد میں پائے جانے والے لغویات و بدعات کے خاتمے اور درستگی عقائد کے لئے مفسرؒ نے اپنی تفسیر میں کماحقہ کوشش کی ہے۔

4: صاحب تفسیرؒ نے معاشرے میں پائے جانے والے مفسدات کے حل کے لئے عقلی دلائل سے عوام کو قائع کرنے کی کوشش کی ہیں، تاکہ براہوی، بلوچ اور پشتون اقوام کے سادہ وناخواندہ افراد مثالوں و عقلی دلائل سے سمجھ سکیں۔

5: "صاحب کشف القرآن" نے اپنی تفسیر میں مطلق رطب ویابس کو جمع نہیں کیا ہے بلکہ کھری کھری باتیں چن چن کے محقق مفسرین سے لیے، جہاں جہاں اسرائیلات آئی ہیں ان پر تنبیہ کی ہے۔

6: مفسرؒ نے بنیادی طور پر تفسیر بالماثور کا منہج اختیار کیا ہے۔ جہاں قدیم تفسیروں سے جو عربی، فارسی اور پشتو میں تھیں، سے استفادہ کیا ہے، وہاں بہت سارے مقامات پر اپنا نقطہ نظر بھی پیش کیا ہے۔

حوالہ جات

---

[1] براہوی زبان بلوچستان میں بولی جانے والی کثیر الاستعمال زبان ہے۔

[2] شرودی، محمد یعقوب، مولانا، کشف القرآن، جامعہ رشیدیہ، کوئٹہ، 1999ء، ج1، ص17

[3] ایضاً، ج8، ص551

[4] ایضاً، ج1، ص15

[5] شرودی، محمد یعقوب، مولانا، کشف القرآن، ج1، ص10

[6] ایضاً، ج1، ص10

[7] ایضاً، ج1، ص10

[8] ایضاً، ج1، ص10

[9] شرودی، محمد یعقوب، مولانا، کشف القرآن، ج1، ص11

[10] الحصکفی، علامہ علاؤالدین محمد بن علی، درالمختار، مکتبہ حقانیہ، پشاور، درالمختار، 1997ء، باب صلوٰۃ الجنائز، ج1، ص664

[11] علامہ شیخ نظام، وجماعۃ من العلماء الہند، الہندیہ (عالمگیری) مکتبہ ماجدیہ، کوئٹہ، 1983ء، ج4، ص91

[12] المائدہ2:5

[13] شرودی، محمد یعقوب، مولانا، کشف القرآن، ج8، ص546

[14] شرودی، محمد یعقوب، مولانا، کشف القرآن، ج8، ص546

[15] النساء29:4

[16] شرودی، محمد یعقوب، مولانا، کشف القرآن، ج1، ص693